حرفِ اوّل

ربّ کریم کے بے پایاں کرم، عنایات احسانات کا کروڑ ہا شکر کہ اُس ذات لاثانی ولافانی نے مجھ جیسی فانی و بے معنی ہستی کو اس قابل سمجھا اور اس لائق کیا کہ میں پی ایچ۔ڈی کا مقالہ تحریر کرسکوں۔ پی ایچ۔ڈی کے کلاس ورک کے بعد مقالے کے موضوع کا انتخاب ایک مشکل مرحلہ تھا مگر خدائے بابرکت کے لُطف وکرم اور مہربانی سے یہ مرحلہ بھی طے ہوگیا۔

اُردو شاعری میں طنز و مزاح کے رجحانات، پسندیدگی اور اہم موضوعات ابتدا ہی سے ملتے ہیں اور اُردو شاعری میں طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے حوالے سے بحیثیت مجموعی ہر عہد اپنے اندر ایک بھرپور جامعیت اور انفرادیت رکھتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ شاعری میں طنز و مزاح پر کام بہت کم ملتا ہے۔

یہ تمام کتب بے شمار انتخابات، رسائل، طنز و مزاح نمبر مضامین کے مجموعے، مقالے کے آغاز سے پہلے تیاری کے دوران اور تکمیل کے مراحل تک زیرِ مطالعہ رہے۔ ایک بات سب میں مشترک تھی اور وہ یہ کہ یہ تمام کتب نثر میں طنز و مزاح کے رجحانات، موضوعات اور طنز و مزاح کے حربوں کے حوالے سے جامع معلومات تو ضرور فراہم کرتی ہیں مگر ان سب میں اُردو شاعری میں طنز و مزاح کے حوالے سے کوئی شافی اور جامع معلومات نہیں ملتی۔ سوائے ایک آدھ مثال کے تقریباً ہر مصنف نے صرف مزاح کے مفہوم، روایت اور موضوع میں اس کے رجحان کو پیش کیا ہے۔ مزاحیہ شاعری کے ضمنی عنوانات پر تو بات ملتی ہے مگر آغاز وارتقا نیز تا حال اس پر کوئی جامع تحقیق یا کتاب نہیں ملتی۔

اُردو ادب میں جہاں نثر کے حوالے سے طنز و مزاح پر بے شمار کام ہوا ہے وہاں طنزیہ و مزاحیہ شاعری پر کام بہت کم ہے۔ اُردو شاعری میں طنز و مزاح پر کچھ کام بکھرے بکھرے اوراق کی صورت میں تو ملتا ہے مگر جامع اور تحقیقی کام بہت کم ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اُردو شاعری کا دامن طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے حوالے سے تنگ ہے یا طنزیہ و مزاحیہ شاعری کرنے والے کم ہیں یا طنزیہ و مزاحیہ شاعری نہیں کی جا رہی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اُن کو سامنے نہیں لایا گیا۔ طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے حوالے سے تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

اسی طرح اُردو مزاحیہ شاعری کے انتخابات بہت زیادہ دستیاب ہیں جنھیں مختلف ادوار میں کئی نامور شعرا نے مرتب کر کے شائع کیا ہے مگر اس میں تحقیقی و تنقیدی نکتہ نظر کے برعکس دلچسپ ظریفانہ شاعری کو یکجا کرنا ہی مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ موجودہ عہد میں ڈاکٹر سرفراز شاہد، ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے خاصی محنت اور شوق سے بہت سے شعرا کے احوال اور منتخب کلام کو یکجا کر کے طنزیہ و مزاحیہ شاعری کا اہم سرمایہ بہم پہنچایا ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ تر انتخابات صرف بکھرے کلام کو یکجا کرنے کی کاوش ہے اس میں تحقیقی و تنقیدی پہلو مدِ نظر نہیں رکھا گیا۔

زیرِ بحث مقالہ جس کا عنوان ’اُردو شاعری میں طنز و مزاح‘ ہے ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی حقیر سی کاوش ہے جس میں ظریفانہ شاعری کی روایت، آغاز، ارتقا، رجحانات، موضوعات اور ادوار پر بحث کی گئی ہے۔

ترتیب اور پیش رفت کے لحاظ سے یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ یہ تقسیم اُردو شاعری اور طنز و مزاح کی تاریخ اور روایت کے حساب سے کی گئی ہے۔ پہلے باب کا عنوان ’’طنز و مزاح کا مفہوم اور نظریاتی مباحث‘‘ ہے۔ اس باب میں طنز اور مزاح کے مفاہیم،

مطالب وضرورت واہمیت، اصول وفنی لوازم کے ساتھ عالمی اور اردو ادب میں اس کی تاریخ اور روایت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔اس کے علاوہ طنز اور مزاح کے تدریجی ارتقا اور مقبولیت کے رجحانات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔جس سے طنز ومزاح کے مفہوم، آغاز وارتقا اور اہمیت کے بارے میں مکمل معلومات ملتی ہیں۔

مقالے کا دوسرا باب طنزیہ ومزاحیہ شاعری کی تاریخ اور روایت کے حوالے سے بہت اہم ہے۔اس کا عنوان ''اُردو شاعری میں طنز ومزاح کی روایت'' ہے۔اس میں سب سے پہلے اردو شاعری کی روایت کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے بعد اُردو شاعری میں طنز ومزاح کے آغاز پر بات کی گئی ہے۔اُردو شاعری میں طنز ومزاح کی روایت کو سمجھنے کے لیے اس کی تاریخی تقسیم کردی گئی ہے۔عہد بہ عہد اس تقسیم کے تین حصّے ہیں۔یہ سلسلہ مسعود سعد سلمان لاہوری سے بابا گورونانک تک، بہمنی دور سے قطب شاہی دور تک، اور میر جعفر زٹلی سے عہدِ غالب تک جا پہنچتا ہے۔ ہر حصّے میں اس عہد کے اہم شعرا اور ان کے ظریفانہ کلام کے نمونے بھی موجود ہیں۔یہاں ان شعرا کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے جن کے یہاں طنز اور مزاح کی روایت مضبوط اور توانا نظر آتی ہے۔علاوہ ازیں سنجیدہ شعرا اور صوفیا کرام کے کلام میں جن کے ہاں بھی شوخ اور ظریف مثالیں نظر آئیں ان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

مقالے کا تیسرا باب ہندوستان کی تاریخ، شاعری اور طنز ومزاح تینوں حوالوں سے نہایت اہم ہے۔جیسا کہ اس کے عنوان 'اردو شعری ادب میں طنزیات ومضحکات کا ایک اہم دور، ۱۸۵۷ء تا ۱۹۴۷ء' سے ظاہر ہے اس میں اردو طنزیہ ومزاحیہ شاعری کے اہم دور کا احاطہ کیا گیا ہے۔یہ باب ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے عہد سے ۱۹۴۷ء تک کے ہندوستان کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری پر محیط ہے۔مگر یہ تقسیم حتمی نہیں ہے تمام ابواب کا سلسلہ ایک دوسرے سے جُڑا ہوا ہے کیونکہ جو شعراء ۱۸۵۷ء سے لکھ رہے تھے وہ ۱۸۵۷ء کے بعد بھی لکھ رہے تھے اسی طرح بہت سے شاعر ۱۹۴۷ء سے پہلے سے لکھ رہے تھے اور ان کا یہ تحریری سلسلہ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی جاری رہا۔یہ تاریخی تقسیم مجموعی رجحانات کو سمجھنے اور ادوار کے پس منظر میں دیکھنے کے لیے کی گئی ہے۔

اس باب میں سب سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت اور اس کے اردو شاعری پر اثرات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور اس عہد کے تمام مشہور شعرا کے طنزیہ ومزاحیہ کلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اسی طرح تحریکِ علی گڑھ، اس کے محرکات اور اس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اس تحریک کے نتیجے میں شاعری میں دو رجحان پیدا ہوئے تھے ایک سنجیدہ لکھنے کا اور دوسرا طنزیہ ومزاحیہ کلام لکھنے کا۔''اودھ پنچ'' اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔یہ ایک رجحان ساز رسالہ تھا جس نے اودھ کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری کو نئے مفاہیم اور زاویوں سے روشناس کرایا۔یہیں ہمیں شہنشاہِ ظرافت اکبرالہ آبادی کی ظرافت کا جادو بھی سر چڑھتا دکھائی دیتا ہے۔یہ وہ تاریخ ساز عہد ہے جس میں اردو طنزیہ ومزاحیہ شاعری کو ایک سمت ملی۔اودھ پنچ کے ذریعے بے شمار ظریف شاعر سامنے آئے اور یہی نہیں اس دور سے منسلک سنجیدہ شاعری کرنے والے اہم اور مشہور شعرا نے بھی طنزیہ مزاحیہ شاعری میں اپنے کمالِ فن کے نمونے دکھائے۔ان میں شبلی، حالی، علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان جیسے مدبّر، مفکر، سنجیدہ شعرا شامل ہیں جن کے کلام میں طنز ومزح کی خوبصورت مثالیں دستیاب ہیں۔

اس باب میں میں طنز ومزاح کی اہم اور معروف اصناف جنھیں طنز ومزاح کے حربے بھی کہا جاتا ہے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ان اصناف کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا گیا ہے۔طنز ومزاح کے یہ حربے ظریف شعرا کے ساتھ سنجیدہ شعرا کے ظریف کلام میں بھی بھرپور انداز میں استعمال کیے گئے ہیں۔

مقالے کے چوتھے باب کا عنوان 'اُردو غزل میں طنز ومزاح، ۱۹۴۷ء تا حال' ہے۔اس باب میں اُردو غزل کی روایت، موضوعات اور رجحانات کا مختصر جائزہ لینے کے بعد ۱۹۴۷ء کے بعد کی جانے والی شاعری میں ''طنزیہ ومزاحیہ غزل کے معیار رجحانات اور

طرزِ بیان پر بات کی گئی ہے۔ یہ دور اردو غزل اور اردو نظم دونوں کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ یہ وہ دور ہے جب شعرا کا عمومی رجحان نظم کی طرف تھا مگر بہت سے غزل گو شعرا ایسے بھی تھے جنھوں نے غزل کے ساتھ عہدِ وفا نبھایا۔ مجموعی طور پر ملک کے نثری و شعری ادب کی فضا سنجیدہ و رنجیدہ تھی مگر ۱۹۴۷ء کے بعد حالات میں بتدریج استحکام ٹھہراؤ اور تبدیلی آئی تو طنز و مزاح کو بھی استحکام ملا۔

اس عہد میں ہمیں بہت سے اہم غزل گو شعرا نظر آتے ہیں جنھوں نے سنجیدہ غزل کے ساتھ طنزیہ و مزاحیہ غزلیں بھی لکھیں۔ ان میں بہت سے شعرا خالص طنز و مزح کے تھے اور کچھ سنجیدہ شاعری کرنے والے مگر قیامِ پاکستان کے بعد کے حالات نے ان شعرا کے قلم سے بھی بڑی عمدہ طنزیہ و مزاحیہ شاعری تخلیق کروائی۔ اس باب میں ان سنجیدہ شعرا کی طنزیہ و مزاحیہ غزلوں کے نمونے شامل ہیں۔ ان غزلوں میں لطیف طنز، شوخ جملے، مزاح، ذومعنویت اور برجستہ الفاظ و محاورات ملتے ہیں اکثر و بیشتر پوری پوری غزلیں طنزیہ و مزاحیہ ہیں۔ طنزیہ و مزاحیہ غزلیں لکھنے والوں میں نظم کے شعرا بھی شامل ہیں۔

باب پنجم نظم میں طنزیہ و مزاحیہ رجحان کا احاطہ کرتا ہے۔ اس باب کا عنوان ''اردو نظم میں طنز و مزاح'' ہے۔ سب سے پہلے اُردو نظم کی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد اردو نظم میں طنز و مزاح کی روایت، رجحان اور مقبولیت پر بحث کی گئی ہے۔ اس عہد میں غزل کے مقابلے میں نظم زیادہ مقبول اور پسندیدہ صنفِ شاعری تھی۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے اور بعد کا عرصہ مجموعی طور پر کئی اعتبار سے تبدیلیوں کا دور تھا۔ اس عہد میں اُردو کے نثری و شعری ادب نے بھی بہت سے رنگ دیکھے اور ان کا اثر قبول کیا۔ جہاں ایک طرف نظم تیزی سے غزل کی جگہ لے رہی تھی وہیں نظم کے موضوعات اور رجحانات میں بھی تبدیلیاں آ رہی تھی۔ یہ وہ دور تھا جس میں بہت سی سیاسی، ادبی اور سماجی تحریکیں ابھریں۔ انجمن پنجاب کے مشاعرے، ترقی پسند تحریک، حلقۂ اربابِ ذوق اور تقسیم ہند انیسویں اور بیسویں صدی کے بڑے اہم سیاسی، سماجی اور ادبی موڑ ہیں جن کے تناظر میں اردو غزل اور اردو نظم میں طنز و مزاح کی قدر و قیمت کا تعیّن کیا گیا ہے۔

۱۹۴۷ء کے بعد اُردو میں طنز و مزاح کا رجحان زیادہ دیکھنے میں آیا۔ ہمارے ظریف شعرا نے غزل کی نسبت نظم میں طنز و مزاح کو زیادہ برتا ہے۔ ۱۹۴۷ء کے بعد کی ان نظموں میں طنز کا عنصر نمایاں ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ملک کے مجموعی حالات و مسائل تھے۔ ان کا ذکر ہمیں سنجیدہ شاعری میں بھی ملتا ہے۔ ۱۹۴۷ء سے تا حال ہمیں غزل کی نسبت نظم میں طنز و مزاح زیادہ نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باب پنجم میں طنزیہ و مزاحیہ نظموں اور قطعات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ کچھ شعرا غزل تک محدود رہے، کچھ نے نظموں اور قطعات میں زعفرانی شاعری کے پھول کھلائے اور اکثر نے غزل اور نظم دونوں میں طبع آزمائی کی۔ مجموعی طور پر یہ باب طنز و مزاح اور نظم کے حوالے سے بہت اہم اور بہت زرخیز ہے۔

غزل اور نظم میں طنز و مزاح کی روایت و رجحان کو الگ الگ ابواب میں پیش کرنے کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی تھی کہ غزل اور نظم کا رواج مخصوص عہد میں اپنے اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔ ایک دور تھا جب غزل سے روگردانی کرتے ہوئے جدید شعرا نے نظم کا پرچم بلند کیا۔ انجمنِ پنجاب کے مشاعروں سے اُردو نظم کے عروج کا آغاز ہوا اور ترقی پسند تحریک کے قیام تک آتے آتے بہت سے شعرا کے ہاں غزل سے انحراف کا رجحان نظر آتا ہے۔ غزل کے بہترین شعرا کرام غزل سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی طرح اردو غزل میں طنز و مزاح نظم کی نسبت کم ہے۔ ہمارے ظریف شعرا اور سنجیدہ شاعری کرنے والے اکثر شعرا نے جب طنز اور مزاح کو لکھا تو غزل کی نسبت نظم کو پسند کیا۔ اسی لیے غزل کے برعکس طنزیہ و مزاحیہ نظموں اور قطعات کے شاعر اور کلام زیادہ ملتے ہیں۔

تمام ابواب پر روشنی ڈالنے بالخصوص باب چہارم اور پنجم کا جائزہ لینے کے بعد غور کریں تو بیسویں صدی کے نصفِ اوّل سے ہمیں طنزیہ و مزاحیہ شاعری میں طنز کے رنگ نسبتاً ہلکے ہوتے دکھائی دیتے ہیں اور مزاح کے رنگ گہرے ہوتے جاتے ہیں۔ غزلوں،